بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

اسلام، دینِ کامل ہے۔ سورۃ المائدہ کی آیت ۳ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا، آج میں نے تمھارے دین کو کامل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی، اور دینوں میں سے تمھارے لیے اسلام کو پسند کیا۔

اسلام کے معنی خود کو خدا کے حوالے کرنا ہے۔ اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے۔ اس کا مقصدِ اعلیٰ، توحید ہے۔ اور وجود بالذات، اللہ تعالیٰ کو ماننا ہے۔ اسلام میں تہذیبِ نفس ہے۔ اس میں مکارم اخلاق ہے۔ یہ مساوات پیدا کرتا ہے۔ لیکن اس مساوات میں، نیک و بد، عالم اور جاہل، محنتی اور آرام طلب سب کو برابر نہیں کر دیتا، بلکہ ہر ایک کو اس کا حق دیتا ہے۔ یہ دین، عمل اور اس کے مقابل اس کی جزا اور سزا پر یقین رکھتا ہے۔ اسلام، محبت، فرض شناسی اور اعتدال کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ ہمیں حلال و حرام کی تمیز سکھاتا ہے۔ اسلام، جائیداد میں ملکیت اور وراثت کا حق دلاتا ہے۔ اسی طرح یہ عورتوں کے حقوق کی بھی حفاظت کرتا ہے۔ اِس نے معاشی و معاشرتی اصول و ضوابط بھی طے کیے ہیں۔ ان کے علاوہ اس میں تمام دیوانی اور فوجداری قوانین بھی موجود ہیں۔

اسلام میں خشیت اللہ یعنی اللہ کا ڈر تریاقِ اعظم کا کام کرتا ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے آخرت اور روزِ حساب کا تصور دیا۔ لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے،وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ۔ اور بالآخر جنت کی خوشخبری بھی دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام احکامات و پیغامات، قرآن کی صورت میں اپنے چنیدہ بندے اور رسول، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائے۔ اور پھر کئی بار یہ حکم فرمایا کہ، وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ، اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو(آل عمران: ۳۲، ۱۳۲، النساء:۵۹، المائدہ:۹۲، الانفال:۱، ۲۰، ۴۶، النور: ۵۴، ۵۶، محمد:۳۳، المجادلۃ:۱۳، التغابن:۱۲)۔ پھر اُس نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ، وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا، اور رسول جو تم کو دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے دور رہو، (الحشر:۷)۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، افضل الانبیاء ہیں اور خاتم النبین بھی۔ کہنے کو آپؐ ہمارے مثل، بشر ہیں لیکن آنحضورؐ کا واضح امتیاز آپؐ پر وحیٔ الٰہی کا نزول ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا، پیغمبر کو ایسا نہ بلاؤ جیسا تمھارے میں کا بعض بعض کو پکارتا ہے، (النور:۶۳)۔ اور وہ یہاں تک بھی فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ، اے مومنو! پیغمبر کی آواز پر اپنی آواز کو بلند نہ کرو، (الحجرات:۲)۔ آنحضرتؐ کی شانِ نبوت یہ ہے کہ خود رسالت مآبؐ فرماتے ہیں، اللّٰہُ يُعْطِىْ وَاَنَا قَاسِمٌ، اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ حضورؐ کے پاس جو کچھ ہے وہ سب عطیۂ الٰہی ہے۔

نبی مکرمؐ کی زندگی کا ہر ہر لمحہ ہمارے لیے شمعِ ہدایت ہے۔ چناں چہ آنحضرتؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپؐ کی ایک ایک بات، جو چاہے آپؐ کے خطابات میں کہی گئی ہو یا آپؐ کی روزمرہ کی زندگی میں بولی گئی ہو، ان سب کو نہایت ہی غور سے سنا۔ اسی طرح اِن حضراتؓ نے آپؐ کے ہر ایک عمل اور ہر ہر نشست و برخاست کو بہت توجہ سے دیکھا۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل کے اس قیمتی خزانے کو محفوظ کرنے کا بھی اہتمام کیا۔ اور یہ خزانہ "حدیث" کہلایا۔

قرآن کریم کی ہر آیت حکم ہے، لہٰذا اس کی تعمیل ہمارے لیے فرض ٹھہری۔ نبی معظمؐ کے احکامات ہم پر واجب ہوئے۔ اور آپؐ کے قول و عمل کی اتباع، سنت ہوئی۔ ان پر مشتمل قوانین

کو شریعت کہا جاتا ہے۔ اور اسلامی شریعت کی تشکیل میں انسانی تحقیق کو فقہ کا نام دیا گیا۔ فقہ کے معنی ہیں سمجھ۔ اور فقیہ وہ ہے جسے دین و ایمان میں سمجھ حاصل ہو۔ فقیہ کے ذمہ، احکام کے اسباب و علل اور حکمتِ عملی کو تلاش کرنا اور کھرے کھوٹے کی تمیز کرنا ہے۔ وہ فرائض اور سنن کو ترتیب دیتا ہے۔ اس کو رعایا اور حکومت کے لیے بھی قوانین مرتب کرنا ہوتا ہے۔ اس میں عام کو خاص کرنے اور خاص کو عام کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ یوں ضروریاتِ انسانی کے مطابق تمام احکامِ شرعیہ کا اعلان اس کے ذمہ ہوتا ہے۔

اسلامی شرعی قوانین کی تیاری کے لیے چار ذرائع استعمال کیے جاتے ہیں:

(۱) قرآن، (۲) حدیث، (۳) اجماع، (۴) اجتہاد۔

فقہ کی ابتدا اسلام کے ساتھ ہی ہوگئی تھی۔ حضرت عمرؓ کے دَور میں قرآن و سنت کی روشنی میں قوانین بننے شروع ہو چکے تھے۔ اسے فقہ ٔمدینہ کہا جاتا تھا۔ لیکن بعد میں حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، جو فقیہ کہلاتے تھے، زیادہ تر کوفہ میں رہے۔ اس تعلق سے کوفہ، فقہ کا دارالعلوم بن گیا۔ امام مالکؒ اور امام اوزاعیؒ وغیرہ نے بھی کتابیں لکھیں مگر ان کی کوششیں انفرادی تھیں۔ فقہ کی تدوین و ترتیب، یعنی باقاعدہ کتابی شکل میں لانے کا عمل پوری ایک صدی کے بعد شروع ہوا۔ امام ابو حنیفہؒ (۷۰۰ء۔۷۶۸ء) نے انفرادی کوشش کی جگہ اسلامی قوانین کی تدوین کو اجتماعی طور سے کرنے پر زور دیا۔ چنانچہ آپ ہی بانیٔ فقہ کہلائے۔ امام ابو یوسفؒ وہ پہلے شخص ہیں جس نے فقہ ٔحنفی میں کتابیں لکھیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے مسائل کا جو ذخیرہ آج دنیا بھر میں موجود ہے وہ امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ کی تالیفات ہیں۔ یہ فقہ اگرچہ "فقہ حنفی" کہلاتی ہے لیکن دراصل، یہ چار اشخاص، یعنی امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور امام زفرؒ کی تحقیق و آراء کا ایک مجموعہ ہے۔

خلیفہ ہارون رشید (۷۶۴ء۔۸۰۹ء) کے عہد میں "فتاویٰ ابو حنیفہ" پوری سلطنت میں سرکاری قانون کی حیثیت سے نافذ تھا۔ محمود غزنوی (۹۶۸ء۔۱۰۳۰ء) کی فقہ ٔحنفی پر کتاب "التفرید" مشہور ہے۔ مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر (۱۶۱۸ء۔۱۷۰۷ء) کے دور کی "فتاویٰ عالمگیری"

فقہ حنفیہ کا عمدہ مجموعہ ہے۔ اس مجموعے کی تیاری کے لیے اورنگ زیب نے ہندوستان کے علاوہ سعودی عرب اور عراق کے علماء کی پانچ سوافراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جس نے تیس جلدوں پر مشتمل اسلامی قوانین کا ایک مجموعہ تیار کیا، جسے نہ صرف عالمگیر کے عہد میں ملک کے قانون کی طرح استعمال کیا گیا بلکہ یہ قانون اس قدر جڑ پکڑ گیا کہ بعد میں انگریز کے برصغیر میں آجانے کے باوجود اسے جاری رکھا گیا۔ اب پاکستان میں فقہ حنفی ہی رائج ہے۔

تاہم دنیا بھر کے سنّی مسلمانوں میں فقہ حنفی کے علاوہ، فقہ مالکی (امام مالکؒ ۷۱۲ء۔۷۹۶ء)، فقہ شافعی (امام شافعیؒ ۷۶۸ء۔۸۲۰ء)، فقہ حنبلی (امام احمد بن حنبلؒ ۷۸۱ء۔۸۲۰ء)، بھی بر سر عمل ہے۔ شیعہ حضرات کی فقہ، فقہ جعفریہ کہلاتی ہے اور اسے امام جعفر صادقؒ نے مرتب کیا۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں ہمارے عمل کے لیے فقہ کے اعتبار سے جو درجات متعین ہوئے، وہ درجہ ذیل ہیں:

- فرض: یہ اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں۔ یہ وہ ہے جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہو۔ اس کے لیے قرآن یا حدیثِ متواتر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا منکر، کافر ہوتا ہے۔ عمل کرنے والا مستحقِ ثواب اور ترک کرنے والا، گناہ گار۔
- واجب: وہ کام جو نبی اکرمؐ نے کیا ہو اور کرنے کا حکم بھی دیا ہو۔ یہ وہ ہے جو ثابت تو ہو مگر درجہ یقین کو نہ پہنچے۔ اس کی دلیل، ظنّی اور رائے پر مبنی ہوتی ہے۔ اس کے منکر کو کافر نہیں سمجھ سکتے۔ عمل کرنے والے کو ثواب اور نہ کرنے والے کو گناہ ہے۔
- سنت: وہ کام جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو مگر کرنے کا حکم نہ دیا ہو۔ لٰہذا اس پر عمل کرنا ثواب کا موجب ہے۔ اور اس کا ترک کرنے والا، تارکِ سنت اور محرومِ نعمت ہے۔ دراصل رسول مکرمؐ کی نفلی عبادات ہمارے لیے سنت کی حیثیت رکھتی ہے۔ سنت کے دو درجات ہیں۔ مؤکدہ: جس کو آنحضرتؐ نے بہ کثرت کیا ہو۔ غیر مؤکدہ: جسے آپؐ نے کم کم کیا ہو۔

- مستحب: وہ نیک کام ہے جو ثواب کا باعث ہے۔ مگر اس کا نہ کرنے والا لائقِ عتاب نہیں۔
- نفل: ایسی عبادات یا نیک کام جو فرض ، واجب، اور سنت کے علاوہ بندہ خود اپنی خواہش پر کرے۔ یہ ثواب کا باعث ہے۔ مگر اس کا نہ کرنے والا لائقِ عتاب نہیں۔

چناں چہ مختلف عبادات کے مختلف ارکان ہیں۔ ان میں کچھ فرض ہیں، کچھ واجب ، کچھ مسنون اور کچھ مستحب۔ یہاں ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ کیا ہم اپنی یہ عبادات مقرر کردہ ان درجات کے مطابق پورے کرتے ہیں یا نہیں۔ خاص طور پر ہمیں یہ دیکھنا تو بہت ہی ضروری ہے کہ فرض اور واجب ارکان ہم سے درست طور پر ادا ہو رہے ہوں۔

مشہور تاریخ دان ابن خلدون نے فقہ کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ کسی بھی کام کے کرنے میں اسلامی شریعت کی رُو سے جو درجات بنتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

- واجب: وہ کام جو قانون کے مطابق درست وحلال ہے۔ اسے ضرور کیا جانا چاہیے۔
- حرام: وہ کام جس کی قانون بالکل اجازت نہیں دیتا۔ یہ ممنوع ہے۔
- مستحب: وہ کام جس کی قانون سفارش کرتا ہے۔ اسے کیا جاسکتا ہے۔
- مکروہ: وہ کام جو کیے تو جاسکتے ہیں لیکن کچھ کراہت کے ساتھ۔
- مباح: وہ کام جس کو قانون نہ تو ممنوع قرار دیتا ہے اور نہ ہی اس کی سفارش کرتا ہے۔

زندگی کے معمولات، جن میں عبادات ہوں یا معاملات ، ان کی ادائیگی میں ایک مسلمان کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ حلال اور حرام، جائز اور ناجائز کا خیال رکھے۔ اور اپنے تمام اعمال کو بیان کردہ اسلامی شریعت کی ان درجہ بندیوں کے تحت مسلسل پرکھتا رہے۔

دیکھا گیا ہے کہ آج کے دور میں اپنی عبادات میں فرائض، سنن، مستحبات اور نوافل ایک دوسرے میں گڈمڈ کر دیے گئے ہیں۔ اسی طرح ہمارے دیگر معمولات میں بھی حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی تمیز مٹتی جا رہی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس بات پر ضرور غور کریں کہ

ہم شریعت کے بنائے ہوئے ان اصول و قوانین پر کس حد تک عمل پیرا ہیں۔ چناں چہ زیرِ نظر کتاب "امورِ اسلامی کے چند فقہی پہلو" کی تیاری میں مؤلف کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ یہ بتایا جائے کہ کیا فرض ہے، کیا واجب، کیا سنت اور کیا مستحب۔ اسی طرح کیا حلال ہے اور کیا حرام، کیا جائز ہے اور کیا ناجائز۔ جب تک ضروری معلومات نہیں ہوں گی تو معاملات میں خلط ملط کا پیدا ہو جانا کوئی تعجب خیز بات نہیں۔

یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول عبادات سے متعلق ہے۔ ہر عبادت کے مختلف ارکان ہوتے ہیں جن میں کچھ فرض اور واجب ہیں تو کچھ سنت اور مستحب۔ چناں چہ یہاں ان ہی درجات کی نشاندہی کی گئی تاکہ قاری عبادت کرتے ہوئے ہر رکن کی اہمیت کو اپنے پیش نظر رکھے۔ حصہ دوم کا تعلق زندگی کے معاملات سے ہے۔ اس میں حلال و حرام اور جائز و ناجائز پر نظر کرنی ہے۔ لہٰذا اس میں موضوع کے فقہی پہلو مختلف انداز میں پیش کیے گئے ہیں۔

یاد رہے کہ فقہ ایک بہت وسیع مضمون ہے۔ اوپر بھی بیان کیا گیا کہ اس کے لیے اسلام کی ابتدا سے ہی نہ صرف علما کی سطح پر بلکہ ممالک میں شریعت کے رائج کرنے کی خاطر سرکاری سطح پر بھی بڑے پیمانے پر کام ہوا۔ چناں چہ اس کتاب کے آخر میں دیے گیے حوالہ جات میں یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ فقہ کی ہر کتاب کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔ لہٰذا ایک عام آدمی کے لیے اس کا پورا علم رکھنا اتنا آسان نہیں۔ لیکن یہ بھی درست نہیں کہ صرف سنی سنائی یا سرسری معلومات حاصل کی جائیں اور انہی پر اکتفا کیا جائے۔ چناں چہ جدید طرز پر تیار کی گئی اس کتاب میں، امورِ اسلامی کے چند اہم فقہی پہلو جمع کیے گیے ہیں، جن کا ایک عام مسلمان کو جاننا بہت ضروری ہے تاکہ وہ اپنی عبادات اور اپنے اعمال کو طے کیے گئے بنیادی درجات کی کسوٹی پر پرکھ سکے۔ اور کہیں کوئی کمی پائے تو اسے دُور کرنے کی کوشش کرے۔

محمد عبد الاحد صدیقی

جولائی ۲۰۱۵ء